عورتوں میں سر کے بالوں کی تراش خراش کا فیشن

محمد منیر قمر سیالکوٹی
ترجمان سپریم کورٹ الخبر
سعودی

موجودہ زمانے میں روز بروز نت نئے فیشنوں کی ایجاد ہو رہی ہے اور مسلم معاشرے میں وہ تیزی سے پھیل بھی رہے ہیں۔ انہیں فیشنوں میں ایک یہ بھی ہے کہ آج کل خواتین میں سر کے بالوں کی تراش خراش کا فیشن بہت مقبول ہوتا جارہا ہے۔ خواتین اور خصوصا نوجوان لڑکیاں زیب و زینت اور خوبصورتی کیلئے اپنے سر کے اگلے حصہ کے بال کانوں تک کٹواتی اور ترشواتی ہیں جبکہ پیچھے سے چوٹی بھی رہ جاتی ہے اور بعض خواتین تو چوٹی بھی کٹوا دیتی ہیں۔ اس طرح کے بال بنوانا اہل علم میں ایک اختلافی مسئلہ ہے۔ بعض علماء جواز کے قائل ہیں جبکہ بعض دیگر کے نزدیک یہ ناجائز ہے۔

لہذا ضروری ہے کہ اس مسئلہ کا ذرا سنجیدگی کے ساتھ جائزہ لیا جائے۔ اس کیلئے اس کے تین پہلو سامنے آتے ہیں۔

☆ مردوں سے تشابہ کیلئے بال کٹوائے تراشوائے جائیں۔
☆ مغربی تہذیب اور غیر مسلم عورتوں کی نقالی میں ایسا ہو۔
☆ محض اپنے شوہر کیلئے زیب وزینت کیلئے اس فیشن کو اختیار کرلیا جائے۔

پہلی شکل

یہ قطعاً" ناجائز ہے کیونکہ متعدد احادیث میں نبی اکرمؐ نے اس سے منع فرمایا ہے چنانچہ صحیح بخاری' ابوداؤد اور مسند احمد میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔ اسی طرح ان عورتوں پر بھی لعنت فرمائی جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتیں ہیں۔ حدیث کے الفاظ یہ ہے:

لعن النبی المخنثین من الرجال ولمترجلات من النساء..... الخ۔

(بخاری مع الفتح ۱۰ر ۳۳۶)

اور ایک دوسری حدیث میں تو یہاں تک ہے کہ ایسے لوگوں پر اللہ کی لعنت ہو اور یہ بھی صحیح بخاری و دیگر کتب میں موجود ہے جس کے الفاظ ہیں:

لمن اللہ المتشبھین من الرجال بالنساء والمتشبھات من النساء بالرجال

ان احادیث کی رو سے ان عورتوں کا یہ فعل ناجائز ثابت ہوا جو کہ مردوں کی دیکھا دیکھی ایسا کرتی ہیں اور ان سے مشابہت پیدا کرنا چاہتی ہیں۔

دوسری شکل

اگر کوئی عورت مغربی تہذیب کی نقالی میں ایسا کرتی ہے اور محض فیشن پرستی کا نتیجہ بالوں کو کٹوانا یا ترشوانا ہو تو بھی یہ جائز نہیں ہوگا۔ کیونکہ ابوداؤد مسند احمد اور معانی الاثار طحاوی میں نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

من تشبہ بقوم فھو منھم۔

ترجمہ:۔ جس نے کسی قوم سے مشابہت کی وہ اسی میں سے ہوجاتا ہے۔

یہ حدیث صریح دلیل ہے کہ غیرمسلم مغربی عورتوں کی دیکھا دیکھی بال کٹوانا بھی جائز نہیں ہے۔

تیسری شکل

اب ایک تیسری شکل یہ رہ جاتی ہے کہ نہ توکسی کی نقالی ہو اور نہ ہی کسی سے مشابہت مراد ہو بلکہ خالص تزین اور اپنے شوہر کیلئے زیبائش مقصود ہو تو ایسی صورت میں بعض اہل علم نے لکھاہے کہ عورت اپنے بال کاٹ سکتی ہے اور بعض اس کے بھی خلاف ہیں۔

☆ اس سلسلہ میں ایک تو علامہ محمد ناصر الدین البانی کا اسم گرامی ہے جو کہ دورحاضر کے معروف محدث ہیں انہوں نے اپنی کتاب "حجاب المراۃ

المسلمۃ" میں لکھا ہے کہ بال کٹانے سے اگر غیر مسلموں سے مشابہت مقصود ہو تو حدیث "من تشبیہ بقوم" کی رو سے ناجائز ہے ورنہ جائز۔

جائزہ :۔ حضرت علامہ نے جلالت قدر کے باوجود کوئی نئی دلیل ذکر نہیں کی بلکہ صرف صحیح مسلم میں مذکور اور ازواج مطہرات کے فعل کو بنیاد بنایا ہے جبکہ اس حدیث سے استدال بھی کئی وجوہات کی بناء پر صحیح نہیں ہے جس کی قدرے تفصیل ہم آگے چل کر ذکر کرتے ہیں۔

علامہ البانی کی پیروی کرتے ہوئے ہی محمود مہدی استنبولی نے اپنی کتاب' تحفۃ العروس کے حاشیہ میں ایک جگہ (ص ۱۴۰ مترجم اردو) لکھا ہے کہ جو عورتیں مردوں کی دیکھا دیکھی اپنے بالوں کو چھوٹا کرواتی ہیں مذکورہ بالا روایت "من تشبہ بقوم" کی رو سے ان کے اس عمل کی حرمت معلوم ہوتی ہے اور اگر مردوں کی مشابہت مقصود نہیں تب یہ عمل حرام نہ ہوگا۔

جائزہ :۔ موصوف نے غیر مسلموں سے مشابہت کے ساتھ مردوں سے مشابہت ذکر کی ہے جبکہ علامہ البانی نے صرف غیر مسلموں کی مشابہت کاذکر کیا ہے اور بات بہرحال دونوں ہی صورتوں میں برابر ہے بلکہ غیر مسلموں سے مشابہت زیادہ سختی سے منع ہے اور دلیل ان کی بھی وہی ہے جو کہ علامہ البانی نے ذکر کی ہے جس سے استدال صحیح نہیں ہے۔

معروف صحافی مولانا کوثر نیازی نے اپنی کتاب "مسلم خاندان اور جدید عصری تقاضے" میں مسلم خواتین اور بعض جدید فیشن کے تحت لکھاہے کہ مسلم فقہاء جدید زمانے میں عورتوں کی طرف سے اختیار کئے گئے بعض فیشنوں کے متعلق عام طور اختلاف رکھتے ہیں مثلا بالوں کو تراشنا اور ناخنوں کو رنگنا وغیرہ ایسے متنازعہ امور ہیں جن کے متعلق کوئی متفقہ فیصلہ نہیں۔ آگے عورتوں کی گیسو تراشی کے متعلق کتب فقہ حنفیہ میں سے در مختار (۵ ر ۲۸۸) اور اس کی شرح وحاشیہ ابن عابدین المعروف فتاوی شامی(۵ ر ۲۸۸) اورالمحلی ابن عزم کے

اقتباسات نقل کئے ہیں جن کی رو سے عورتوں کا بال ترشوانا گناہ ہے جس کے لئے وہ لعنت کی سزاوار ہیں اور اس کا مؤثر ترین سبب مرد سے مشابہت کو قرار دیا گیا ہے اور آگے چل کر نیازی صاحب نے بھی صحیح مسلم والی مذکورہ حدیث کے حوالہ سے عورت کے بال ترشوانے کی اجازت کا ذکر ہے۔

جائزہ :۔ موصوف کا استدال بھی اسی حدیث سے ہے جس سے پہلے ذکر کردہ علماء نے استدال کیا ہے جس کی تفصیل آرہی ہی۔

مولانا کوثر نیازی نے ہی اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے کہ بہت عرصہ پہلے روز نامہ "زمیندار" لاہور کی اشاعت برائے فروری ۱۹۴۹ء میں ایک نامہ نگار نے یہی سوال اٹھایا تھا اور اس بات کی طرف اشارہ کیا تھا کہ دہلی میں بعض علماء نے فتوی دیا ہے جس میں انہوں نے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ عورتوں کیلئے بال ترشانا جائز ہے اورانہوں نے بھی بحوالہ بالا صحیح مسلم والی حدیث سے ہی استناد کیا تھا نیازی صاحب آگے چل کر لکھتے ہیں کہ اس مسئلہ کے ضمن میں ایک اہم سوال جو ہمارے سامنے آیا ہے یہ ہے کہ کیاآج جدید زمانے کی عورتیں جو بال ترشواتی ہیں مرد کی مشابہت اختیار کرنے کی کوشش کرتی ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو اس کام کی اجازت نہیں ہے اس کے برعکس اگر عورت کی طرف سے یہ کوشش نہیں ہوتی کہ وہ مرد کی طرح دکھائی دے تو اسے اس عمل کی اجازت ہونی چاہیۓ۔

جائزہ :۔ دہلی کے جن علماء کی طرف جواز کا فتوی منسوب کیا گیا ہے ان کا استناد بھی مذکورہ حدیث مسلم ہی ہے جس کے بارے میں ہم وضاحت کرنے والے ہیں

یہ تو علماء دہلی کے فتوی کی حد تک رہا جبکہ نیازی صاحب نے جس بنیاد پر اجازت ہونی چاہیے کی بات کی ہے اگر سبب صرف وہی ہوتا تو معاملہ صاف تھا۔ لیکن یہاں تو اس کے علاوہ بھی بعض امور موجود ہیں خصوصا غیر مسلم عورتوں کی نقالی اور "من تشبہ بقوم" والی حدیث سے اس کی ممانعت۔

لاہور سے شائع ہونے والے ایک نہایت علمی ہفت روزہ مجلّہ "الاعتصام"

طہارت ونظافت کا بطور خاص حکم دیا ہے چنانچہ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

من کن لہ شعر فلیکرمہ۔(ابوداؤد بحوالہ مشکوۃ شریف ۲ر۳۸۲)

ترجمہ:۔ جس کے بال ہوں اسے چاہیے انہیں صاف ستھرا رکھے۔

دوسری روایت میں ہے:

یکثر دھن راسہ وتسریح لحیتہ ویکثر القناع کان ثوب زیات۔

(شرح السنہ بحوالہ مشکوۃ ۲ر۳۸۱)

آپؐ کثرت سے سر پر تیل لگاتے اور کنگھی کرتے۔ بسا اوقات پگڑی کے نیچے کپڑا رکھتے گویا کہ آپؐ کا وہ کپڑا تیلی کا کپڑا ہے۔

اسی حسن کو قائم و دائم رکھنے کیلئے سفید بالوں کو رنگنے کی تاکید فرمائی گئی۔

ارشاد نبی ہے: "غیروا الشیب"

اور دوسری روایت میں ہے:

غیروا ھذا بشی و اجتنبوا السواد۔ (مسلم ۲ر۱۹۹)

ترجمہ:۔ یعنی ابو قحافہ (جوکہ حضرت صدیقؓ کے والد تھے) ان کے بالوں کو رنگ دو اور سیاہ کرنے سے بچو۔

یہ ایک ایسا اہم مسئلہ ہے کہ جو اسلام کی آمد سے قبل بھی فطرت انسانی میں مرکوز تھا چنانچہ جاہلی شعراء کے دواوین و قصائد کو اٹھا کر دیکھیں خوبصورت لمبے گھنے سیاہ بالوں کی مدح و ثنا میں جابجا رطب اللسان نظر آئیں گے۔ (آگے مضمون میں عربی اشعار بھی ہیں جو کہ حذف کر رہا ہوں) تاہم اسلام میں جہاں تک مرد کے بالوں کا تعلق ہے اگرچہ بعض احادیث سے منڈوانے کا جواز ملتا ہے لیکن افضل و اولی امر یہ ہے کہ بال رکھے جائیں۔ صاف کرانے سے احتراز کیا جائے۔

نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کا عملی نمونہ کتب احادیث میں ہمارے سامنے موجود ہے۔ جبکہ:

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوہ حسنہ۔

اللہ کا ارشاد حقیقت کی بنیاد ہے۔ آپ کے بالوں کے وصف میں وارد ہے:

الی انصاف اذنیہ و فی روایتہ بین اذنیہ وعاتقہ۔

(متفق علیہ بحوالہ مشکوۃ)

آپ کی بال نصف کانوں تک اور ایک روایت کے مطابق کانوں اور کندھوں کے درمیان تھے۔ مجمع البحار میں اس اختلاف کی وجہ جمع یوں بیان ہوئی ہے کہ اس کو مختلف اوقات پر محمول کیاجائے گا۔ جب آپ بال کاٹنے میں تساہل برستے تو کندھوں تک پہنچ جاتے اور جب کاٹتے توکانوں تک اس سے معلوم ہوا کہ مردوں کیلئے بال رکھنے کا اندازہ اس حد بندی میں محدود ہے جبکہ عورتوں کو یہ ہیت اختیار کرنی ممنوع ہے جس طرح کہ مردوں کو عورتوں سے تشابہ اختیار کرنا بھی ناجائز ہے (آگے مضمون میں اللہ اور اس کے رسول کی لعنت والی احادیث ہیں جو پہلی اور دوسری شکل کے ضمن میں ذکر کر آئے ہیں)

باقی رہا ازواج مطہرات کا طرز عمل کہ وہ اپنے بالوں کو کاٹتی تھیں۔ اس بارے میں وارد روایت کا قدرے تفصیل سے جائزہ لینا چاہتا ہوں۔

پہلے اصل روایت ملاحظہ فرمائیں:

کان ازواج النبی ﷺ یا خذن من رووسھن حتی تکون کالوفرہ۔ (صحیح مسلم کتاب الطہارہ باب القدر المستحب من الماء فی غسل الجنابہ ۱/ ۱۲۸)

ترجمہ:۔ ازواج مطہرات اپنے بالوں سے لیتی (کاٹتی) تھیں حتی کہ وہ وفرہ (کانوں تک پٹوں) کی مانند ہوتے۔

مصنف نے کلام ہذا حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن تابعی سے نقل کیا ہے۔ اس میں لفظ یا خذن کا ترجمہ ضروری نہیں کہ کاٹنا ہی ہو۔ احتمال ہے کہ اس کا معنی یہ ہو کہ وہ اپنے بالوں کا خاص انداز سے جوڑا بنا لیتی تھیں جو وفرہ کی شکل میں نظر آئے۔ مسائل طہارت سے اس معنی کی مناسبت بھی ہے۔ عورتیں عموما

غسل کے موقع پر ایسا کرتی ہیں۔

پھر مصنف کا اس کے مناسب عمل و مقام پر ذکر نہ کرنا بھی "ہمارے مدعا کا موید ہے جبکہ صحیح مسلم اپنے حسن ترتیب اور سہل الماخذ ہونے میں معروف ہے دوسری بات یہ ہے کہ شرع میں وفرہ "لمہ" اور جمہ (اہل فن کے صحیح قول کے مطابق وفرہ وہ بال ہیں جو کانوں تک ہوں کندھوں تک لمہ اور اس سے تجاوز کرنے والے بالوں کو جمہ کہا جاتا ہے) بالوں کے یہ اوصاف صرف مردوں کیلئے بیان ہوتے ہیں عورتوں کیلئے نہیں"۔

یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ بال حقیقۃ وفرہ نہ تھے صرف دیکھنے کو وفرہ معلوم ہوتے تھے۔ اس لئے یہاں کاف شبیہ سے تعبیر کی گئی ہے کالو فرہ یعنی وفرہ جیسے تھے۔ اور اگر یہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ یاخذن کا معنی کاٹنا ہے تو یہ ازواج مطہرات کا خاصہ ہوگا کیونکہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد ان کی حیثیت معتدات (مدت گزارنے والیوں) جیسی تھی۔

قرآن مجید میں ہے:

وما کان لکم لن توذوا رسول الله ولا ان تنکحوا ازوجه من بعده ابدا ان ذالکم کان عندالله عظیما۔ (سورہ الاحزاب)

ترجمہ:۔ اور تمہارے لئے یہ زیبا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کو تکلیف پہنچاؤ اور نہ یہ کہ آپ ﷺ کے بعد آپؐ کی ازواج مطہرات سے کبھی نکاح کرو۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بڑا گناہ ہے۔

قاضی عیاض شارح صحیح مسلم نے اس بات کا اشارہ دیا ہے کہ ازواج النبیؐ کا یہ فعل (بالوں کا لینا) آپؐ کی وفات کے بعد تھا اور صاحب تفسیر اضواء البیان (شیخ محمد امین شنقیطی) نے امام نوویؒ کی پیروی کرتے ہوئے بایں الفاظ میں اس موقف کی تائید کی ہے۔

وھو متعین ولا یظن بھن فعله حیاته صلی الله علیه وسلم۔

(اضواء البیان ۵/ ۵۹۸-۶۰۱)

ترجمہ :- اور یہی (وفات کے بعد والی بات ہی) طے ہے کیونکہ ان کے بارے میں یہ گمان بھی نہیں کیاجاسکتا کہ انہوں نے نبی ﷺ کی زندگی میں ایسا کیا ہو۔

آیت احزاب میں مذکورہ حکم کے پیش نظر ازدواج النبیؐ نے سادگی اور ترک زینت کو ضروری سمجھ کر فعل ہذا کا ارتکاب کیا ہو تاکہ کلی طور پر نکاح کے دواعی سے قطع و یاس ہوسکے۔ ہر دو صورت میں امام نوویؒ کا قول "وفیہ دلیل علی جواز تحفیف الشعور للنساء" کہ اس میں عورتوں کے لئے بال چھوٹے کرنے کی دلیل ہے اس کی کمزوری ظاہر ہوتی ہے اس کا استدلال درست نہیں بالخصوص جبکہ خود بھی وہ قاضی (عیاض کے موقف) کو درست قرار دے رہے ہیں نیز اس میں تغیر لخلق اللہ اور مثلہ کا شائبہ بھی موجود ہے ۔ جو اس فعل سے مانع ہے۔ واللہ اعلم

عام حالات میں اگر عورت کو بال کاٹنے کی اجازت ہوتی تو میرے خیال میں کم ازکم حج کے موقع پر اس کو سر موںڈنے کا حکم ضرور ہونا چاہیے تھا۔ تاکہ "اللھم ارحم للمحلقین" کی سعادت سے محروم نہ رہتی۔ اس کے برعکس معاملہ یہاں تک محدود ہے کہ ماسوائے چند بالوں کے سر کی تقصیر کی بھی اجازت نہیں تو عام حالات میں بلاوجہ بال کاٹنے کیسے جائز ہوں گے؟ ہرگز نہیں.......

البتہ کسی معقول علت و عذر کی بناء پر فعل جائز ہے جیسے حضرت میمونہؓ نے بیماری کی وجہ سے سر منڈا دیا تھا۔ "وقد فصل لکم ماحرم علیکم الا ما اضیطرر تھم الیہ الایہ" تفصیلی واقعہ صحیح ابن حبان میں گیارہویں نوع اور پانچویں قسم میں موجود ہے آگے چل کر علامہ البانی کی عدم تشبہ کی شکل میں جواز والی رائے کو بلا دلیل قرار دیتے ہوئے خلاصہ کے طور پر لکھا ہے دراصل ہمارے ماحول اور معاشرے میں آج کل جو کچھ نظر آرہا ہے اسلامی تہذیب وتمدن کا قطعا اس سے کوئی تعلق نہیں یہ خالصتا مغربی اور استعماری تہذیب و تقلید کا نتیجہ ہے جس کی یلغار میں بڑے بڑے لوگ بھی خس وخاشاک کی طرح بہتے نظر آرہے ہیں۔ (نعوذ باللہ من

ھذہ الفتن...... ہفت روزہ الاعتصام مذکورہ بالا بتصرف یسیر)

ہفت روزہ "الاعتصام" کے اس شمارے میں مذکورہ بالا مضمون کے آخر میں فاضل محقق مولانا ابوالاشبال شاغف (مکہ مکرمہ) کا مکتوب بھی شائع ہوا اور وہ بھی ہمارے موضوع سے متعلقہ ہی تھا اس میں موصوف نے ایک شکل میں جواز کا فتویٰ دینے والے مدیر مذکور کو لکھا کہ :

بیشک (امام) نووی، ابی اور دوسرے حضرات نے حضرت عائشہؓ والی مسلم کی روایت سے جواز کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے لیکن میری رائے اس کے خلاف ہے کیونکہ حدیث عائشہؓ میں جو علت موجود ہے یعنی بعد وفات رسول کریم ﷺ انہوں نے ایسے کیا تو اس حدیث سے استنباط بدون علت ازروئے اصول فقہ جائز نہیں۔

البتہ اس حدیث سے ان بیوہ عورتوں کے لئے جواز کی دلیل لی جاسکتی ہے جو (دوبارہ) شادی کرنے کی بوجہ مجبوری خواہش مند نہ ہو۔ بصورت دیگر اس سے جواز عام کی صورت محض مقلدانہ اندھا پن ہے کہ جو اگلوں نے لکھ دیا۔ اگرچہ ان سے اس نص کے سمجھنے میں سہو ہوا اور ان کے بعد آنے والے آنکھ بند کرکے اسی پر فتویٰ صادر کرتے چلے گئے۔ پھر اس حدیث عائشہؓ پر خیر القرون کی عورتوں یعنی امہات المؤمنین کے علاوہ دیگر صحابیات اور تابعیات اور اس بعد میں اس پر عمل ہوا ہے یا نہیں؟ کم ازکم میری نظر سے تو اس پر عمل کرنے کا ثبوت نہیں گزرا۔

رہی یہ بات کہ عدم جواز کی بھی کوئی روایت ثابت ہے یا نہیں تو اس سلسلہ میں یہ عملی تواتر ازعہد صحابیات تاایندم کافی ہے۔ البتہ مزید معلومات کیلئے کتب احادیث و فقہ کی ورق گردانی کرنے کی ضرورت ہے۔ (بحوالہ بالا ایضا)

مثلہ کا اصل معنی تو ہے میدان جہاد و قتال میں کام آنے والوں کے ناک کان کاٹنا جس سے نبی ﷺ نے سختی سے منع فرمایا وہ چاہے کافر ہی کیوں نہ

ہو حتی کہ صحیح مسلم میں ارشاد نبوی ہے :

قتلوا من کفر باللہ لاتغلوا ولا تمثلوا۔

ترجمہ :۔ کافروں سے جہاد کرو' غنیمت کا مال مت چراؤ اور مثلہ مت کرو۔

امام نووی نے عورتوں کے سر کے بال منڈانے کو بدعت اور ان کے حق میں مثلہ قرار دیا ہے (المجموع شرح المہذب ۸/۱۵۰) اور جیسا کہ پہلے گزرا ہے کہ عورتوں کا اپنے بالوں کو کاٹنا مثلہ کے شبہ سے خالی نہیں بلکہ بعض احادیث اور فقہاء کے اقوال سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بھی مثلہ ہے۔ مثلاً معجم طبرانی میں ایک حدیث ہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے مرفوعا مروی ہے اس میں ہے :

لا من مثل بالشعر فلیس لہ عند اللہ خلاق۔

ترجمہ :۔ جو بالوں کے ساتھ مثلہ کرے اس کیلئے اللہ کے پاس (اخروی جزا سے) کوئی حصہ نہیں ہے۔

یہ حدیث نقل کرنے کے بعد مولانا عبدالسلام بستوی نے اپنی کتاب "اسلامی صورت" میں لکھا ہے یہ حدیث عام ہے' خواہ عورتیں ہوں یا مرد' اگر عورتیں سر کے بال کتروائیں گی یا منڈوائیں گی تو اس روایت کے تحت داخل ہوگی۔ (الخ ص ۳۲)

اور فقہا میں سے صاحب ہدایہ نے لکھا ہے :

حلق الشعر من حقدا مثلۃ کحلق اللحیہ فی حق الرجال۔ (ہدایۃ)

عورت کے حق میں سر مثلہ ہے جیسے مردوں کے بارے میں داڑھی منڈوانا مثلہ ہے فقہ حنفی کی اس کتاب کی طرح ہی روح البیان اور بحرالرائق میں بھی عورتوں کے سرمنڈانے کو مثلہ کہا گیا ہے(بحوالہ بالا) اب کہا جاسکتا ہے کہ سرمنڈوانا تو مثلہ ہوگا۔ جبکہ یہ خواتین سرمنڈواتی تو نہیں بلکہ اگلے حصہ کے یا سارے سر کے بال کٹواتی یا کاٹتی ہیں تو اس کا جواب سابقہ الفاظ میں ہی موجود ہے کہ اگر وہ سر کے بال منڈواتیں تو مثلہ ہوتا وہ کچھ حصے کے بال کاٹتی ہیں اس لئے کہا گیا ہے کہ ان کا یہ فعل مثلہ کے شبہ

کے ضمن میں آیا ہے لہٰذا ناجائز ہے۔

سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ محمد بن ابراہیم کا فتوی ہے کہ عورتوں کیلئے اپنے سر کے بال کاٹنا یا منڈانا کسی بھی طرح جائز نہیں ہے کیونکہ حدیث میں حضرت عثمانؓ غنی فرماتے ہیں:

نهى رسول الله ﷺ ان تحلق المراه راسها۔ (رواه النسائي و ابن جرير)

ترجمہ:۔ نبی ﷺ نے عورتوں کو سر کے بال منڈانے سے منع فرمایا ہے۔

اور قاعدہ یہ ہے کہ جب آپؐ کسی چیز سے منع فرمادیں تو وہ چیز حرام ہوتی ہے الایہ کہ بعد میں کوئی دوسرا حکم نازل و صادر ہوجائے اور ملاعلی قاری کی المرقاہ شرح مشکوہ سے ان کا قول نقل کیا ہے کہ "عورت کو سرمنڈانے سے اس لئے منع کیا گیا ہے کہ جس طرح مردوں کیلئے داڑھی خوبصورتی اور اسلام کی نشانی ہے اسی طرح عورتوں کیلئے چوٹی حسن وزیبائی اور اسلام کی علامت ہے" (مجموع فتوی شیخ محمد ابراہیم ۲؍۴۹) نیز دیکھئے تنبیهات علی احکام تختص بالمومنات تالیف شیخ ڈاکٹر صالح الفوزان ماہنامہ آثار جدید مئوناتھ بھنجن جلد ۸ شمارہ ۸،۹ مشترکہ مضمون مولانا انصار زبیر محمدی القصیم سعودی عرب)

جن حضرات نے بھی جواز کی رائے دی ہے ان کا استدال صحیح مسلم کی حدیث عائشہؓ سے ہے اور سابقہ سطور سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کا اس حدیث سے استدلال صحیح نہیں ہے لہٰذا جواز کی رائے بھی صحیح نہ ہوئی۔

اور اس قسم کا فیشن جن عورتوں میں رواج پارہا ہے ان میں بے پردگی اور مغربی تہذیب کی نقالی کچھ اس حد تک عام ہوچکی ہے کہ اسے یہ معنی دینا بھی کافی دشوار ہے کہ وہ صرف اپنے شوہر کے لئے آرائش وزیبائش اور بناؤ سنگھار کی خاطر ایسا کرتی ہوں گی کیونکہ آج بازاروں کی رونق اور چہل پہل صرف ایسی خواتین ہی کے دم قدم سے ہے جوکہ سراپا فتنہ بن کر بے حجاب و بے مہابا بازاروں میں اور مخلوط تقریبات میں پائی جاتی ہیں ایسی صورت کو بھلا شوہر کیلئے تزین کیسے کہا جاسکتا ہے۔

آہ.... شیخ الحدیث مولانا عبدالواحد سلفی دہلوی

محمد رمضان یوسف

ماہ اگست کے آخری دنوں میں محدث ہند مولانا عبدالوہاب دہلوی کے فرزند ارجمند اور مولانا حافظ عبدالستار محدث دہلوی کے چھوٹے بھائی مولانا حافظ عبدالواحد سلفی دہلی ہندوستان میں انتقال کر گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔

قبر کے چوکھٹے خالی ہیں انہیں مت بھولو
جانے کب کون سی تصویر سجا دی جائے

مولانا مرحوم دو دمان عالی کے عظیم المرتبت صاحب فضل و کمال اور جلیل القدر عالم دین تھے۔ صاحب ورع و تدین' متواضع' ملنسار' کثیرالعبادت' عارف و عابد' صاحب صدق و خلوص' گفتار و کردار میں یگانگت' حد درجے عجز و انکساری اور سادگی' حسن اخلاق اور فہم و فراست کی دولت سے مالا مال' نجابت و شرافت کے پیکر یہ ان کی شخصیت کے اوصاف گوناگوں تھے۔ بقول شاعر ۔

مرقع سادگی کا تھا اور وارث علم و حکمت کا
حسین پیکر میں اس کے زہد و تقوی کی تھی رعنائی

گذشتہ سال ۲۵ اپریل ۱۹۹۷ء کو یہ بزرگ عالم دین فیصل آباد تشریف لائے۔ مجھے ان سے ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی اور ان کے ساتھ کچھ وقت گزارنے کا موقع ملا۔ میں نے انہیں قریب سے دیکھا نورانی صورت' ذہانت کی غماز آنکھیں' مسنون داڑھی' کانوں کی لو تک سر کے بال' سر پر ٹوپی اور اوپر سیاہ عمامہ' سفید کرتہ اور شلوار زیب تن' ٹخنوں سے اوپر شلوار' بڑھاپے کے سبب کمر جھکی ہوئی' ہاتھ میں چھڑی' اٹھنے بیٹھنے اور چلنے پھرنے' کھانے پینے میں سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص اہتمام' نماز میں خشوع و خضوع' قیام درمیانہ اور رکوع و سجود ذرا طوالت' مختصر یہ کہ مولانا مرحوم سیرت و صورت کے حسین اور علم و عمل میں یگانہ تھے۔ انہوں نے خالص دینی اور علمی ماحول میں پرورش پائی